رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
میکلوڈ روڈ - لاہور
پادری ڈبلیو - جے کلارک صاحب
ایم - اے (ایمپرس روڈ - لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔ مضامین و اشتہارات وغیرہ ہمراہِ اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۶ فروری ۱۹۲۵ء | نمبر ۶

رُباعیات منت

دکھ درد سہو مصیبت انگیز کرو — سچ میں نہ کبھی دروغ آمیز کرو
دو آتشہ مے ہے تم نہ چھوڑو منت — بدیوں سے شرارتوں سے پرہیز کرو

آ تجھکو دکھا دوں راہ دانائی کی — دانا ہے تو چال چل تو چترائی کی
کرم سے فراز تا بہ روم اے منت — دیکھی کی ہولت نہ ہیبت اکتائی کی

ئے کا جو کیا ہے نام دار و مشہور — کیا شک ہے مغالطہ ہے آہیں بھرپور
وہ خود ہے مرض علاج کیسا منت — برعکس نہند نام زنگی کافور

گن اپنے گناہوں کو ہمیشہ سر شب — تعداد بتا دینگے تجھے اختر شب
سو رہنے کا جب وقت ہو تب اے منت — اوروں کے گناہوں کو تو سوچ آخر شب

آہے زجگر فراز میباید ساخت — سنگ است چو دل گداز میباید ساخت
منت زر خالص آتش آرد چو برون — با سوز و روغ ساز میباید ساخت

سیر آں کہ غمے برای جانے بخورد — بیزار آں کہ بعیش در جہانے بخورد
منت بہ کثیر و نیز ساز و چہ قلیل — اک جرعہ آب و نیم نانے بخورد

شوقم بوصالِ تو بہانست کہ بود — چشمم بجمال تو بہانست کہ بود
منت بہ تمنا ہمہ شب گرم سخن — خوابم بخیال تو بہانست کہ بود

گلگشت بہار کار بیکاراں است — رغبت بہزار کار بیکاراں است
منت تو مگرد گرد ایشاں بنگر — رفتن بہ شکار کار بیکاراں است

آں جارج پنجم شاہ دوراں باشد — تا کشمکش کہ بہ ہند و انگلستاں باشد
منت برسیدہ است جائے کہ او — تاباں شب و روز مہر تاباں باشد

کیا وید ازلی ہیں؟

گذشتہ سے پیوستہ

نیز پنڈت جی کا یہ کہنا بھی پایہ استدلال سے گرا ہوا نظر آتا ہے کہ "چونکہ وید ایشور کے علم سے پُر ہیں۔ اس لئے اُن کی نسبت فانی کہنا واجب نہیں"۔ کیونکہ ویدوں کا ایشور کے علم سے پُر ہونا خود ثبوت طلب ہے اور امر متنازعہ فیہ ہے اور کسی امر متنازعہ فیہ کو دوسرے امر متنازعہ کے ثبوت کے لئے دلیل گرداننا سفسطہ محض ہے۔ کیا غیر آریہ سماجیوں نے وید کا ایشور کے علم سے پُر ہونا مان لیا ہے کہ یہ بات اُن کے لئے ویدوں کے غیر فانی یا ازلی ہونے کی دلیل ہو سکے؟ کیا جیسے آریہ سماجی بلا دلیل کہتے ہیں کہ وید ایشور کے علم سے پُر ہیں۔ دوسرے مذاہب والے یہ کہنے کا استحقاق نہیں رکھتے۔ جبکہ وہ خود اس بات کو اپنی اپنی کتابوں پر صادق کرتے ہیں۔ کیا اس طریق پر بھی ویدوں کو دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ سے کچھ فوقیت حاصل ہو سکتی ہے؟

(۳) بھومکا صفحہ ۲۴ پر یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸ کا حوالہ دیا ہے جس میں مسطور ہے کہ "وہ خود اپنی قدرت سے قائم یعنی قائم بالذات ہے" (یعنی ایشور پرماتما) مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "پرماتما ہر کلپ کے شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم اور ابدی مخلوقات کے لئے ویدوں کے صحیح اوصاف الہام کے ذریعہ سے علم کو ظاہر کرتا ہے"۔ یہاں ایشور کے لئے

لفظ "قائم" آیا ہے اور اس کی مزید تشریح لفظ "قائم بالذات" سے کی ہے۔ اور مخلوقات کے لئے لفظ "قدیم اور ابدی" استعمال کئے گئے ہیں جنکی بھی تشریح لفظ "قائم بالذات" سے ہونی چاہئے کیونکہ جو قدیم ہے وہ ازلی ہے اور جو ابدی ہے وہ ازلی بھی ہے اور جو ازلی اور ابدی ہے وہ "قائم بالذات" ہے اور جو "قائم بالذات" ہے وہ محتاج بالغیر نہیں۔

(باقی دارد)

ضروری اطلاع

نامہ نگار صاحبان کو اطلاع دیجاتی ہے کہ مضمون لکھتے وقت کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔ اگر کاغذ کے دونوں طرف مضمون تحریر ہوگا تو اُس کا درج اخبار کیا جانا ضروری نہ سمجھا جائیگا۔

ایڈیٹر

حقیقتِ علمِ ادب و ادیب

گذشتہ سے پیوستہ

لُغات کیا ہیں؟

ادیب کی مسلسل کوششوں کا شاندار نتیجہ جسکو اُس نے اپنی علمی زندگی میں پیدا کیا ہے۔ لُغت کا سرچشمہ وہی زبان اور وہی اہلِ زبان ہیں جو آخر کار ادیب کی ان مسلسل کوششوں پر گرویدہ نظر آتے ہیں۔ یہ وہی لُغات ہیں جنکے معانی مدتوں تک وادیِ نسیاں میں پریشاں رہے ہیں اور آخر کار باہمت اشخاص نے اُن کو جمع کر کے زبان اور اہلِ زبان پر وہ احسان کیا ہے کہ جس کا صلہ اہلِ ادب کو کبھی نہیں ملا اور نہ دیا جا سکتا ہے۔ یہ اہلِ ادب کی وہ خدمت ہے جو دیگر تمام خدمات سے برتر اور عدیم المثال ہو۔

ادیب اور اُس کے فرائض

یُوں تو بہت سے اشخاص زبان اور ادب سے واقفیت رکھتے ہیں۔ لیکن ادیب کے درجہ تک بہت کم پہنچتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو عالم تو کہا جا سکتا ہے لیکن ادیب نہیں کہا جا سکتا۔ ادیب وہی ہیں جو علم ادب کے کل درجے طے کر چکے ہوں اور اُن میں مندرجہ ذیل اوصاف پائے جائیں:۔

(۱) وہ لوگ جنکی کوششوں سے مختلف زبانوں میں الفاظ رفتہ رفتہ بنتے گئے۔ اور اُن کا ذخیرہ فراہم ہوتا گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا زمانہ زبان کی ابتدائی حالت میں گذرا ہے۔

(۲) وہ اشخاص جنہوں نے الفاظ مدوّنہ اور معانی مختصر میں مختلف صورتوں سے تطابق کیا اور اعتبارات سے اُن کا مفہوم ایک یا چند صورتوں سے وابستہ قرار دیا +

(۳) وہ اصحاب جنہوں نے مدتوں تک اپنی دماغ سوزی سے ہزاروں الفاظ کو اُن کے معانی کے اعتبار سے جمع کیا۔

(۴) وہ بزرگ جنہوں نے غیر زبانوں کے الفاظ سے اپنی زبان کے ذخیرہ کو ترقی دی اور اس میں نئی نئی اصطلاحیں پیدا کیں۔

(۵) وہ معزز لوگ جنہوں نے خود اپنی زبان کے دائرے میں یا دوسری زبانوں کے مقابلہ میں موازنہ کر کے دیکھا ہے +

(۶) وہ موزوں طبیع جنہوں نے ناقدانہ نگاہوں سے الفاظ اور معانی کی خوبصورتی اور خوش آئینگی۔ ثقالت اور شیرینی وغیرہ امور پر کامل غور کر کے اور اُن کو درجہ دار خاص ترتیب میں رکھا۔

(۷) وہ اشخاص جنہوں نے علمِ زبان کے اصول کی پابندی سے مختلف زبانوں کی باہمی نسبتوں کا مقابلہ کیا۔

(۸) وہ دقیقہ رس اصحاب جنہوں نے عام صورتیں علمی رنگ میں منضبط کیں اور اس ضبط و ربط سے مختلف علومِ ادبیہ کی بنیاد ڈالی۔

ایسا ہر ایک نکتہ فہم جو ان میں سے کسی ایک شاخ میں بھی دستگاہ رکھتا ہو ہم اُس کو **ادیب** کہہ سکتے ہیں۔ لیکن صحیح معنوں میں ادیب وہی ہوگا جو کہ ان سب شاخوں میں کمال رکھتا ہو۔

ادیب کے فرائض اس قدر ہیں کہ شاید ہی کوئی ادیب اُن سب سے واقف ہو کر ان کو ادا کرتا ہوگا۔ اگرچہ زمانہ ایسے جامع ادیبوں کے وجود سے خالی نہیں رہا ہے جنکی ذمہ واریاں بہت کچھ وسعت رکھتی تھیں۔ لیکن پھر بھی صحیح معنوں میں ایک جامع ادیب کا دستیاب ہونا بہت ہی مشکل بات ہے۔ کسی کو ادیب کہنا ایک بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور ادیب کو شناخت کر لینا بھی بجائے خود ایک مشکل امر ہے۔ اور جب ادیب کی پہچان ہی مشکل ہے۔ تو اس کے فرائض کا اظہار سمجھنے والے جان سکتے ہیں کہ کس قدر مشکل ہے۔ دنیا میں ایسے کس قدر ادیب ہونگے کہ جو ادیب کے فرائض جانتے اور وقت پر اُن کو خوبی سے پورا بھی کرتے ہونگے۔ دنیا اُن کے وجود سے خالی نہیں۔ اور ہمارے پاس اُن کی شناخت کے ذرائع بہت کم ہیں لیکن یہ ہمارا ہی قصور ہے۔ اگر ہم ایسے وسائل بہم پہنچانے کی کوشش کریں تو کر سکتے ہیں۔

یوں تو ادیب کے فرائض بہت کچھ ہیں۔ لیکن سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ بہ حیثیت ایک اعلےٰ درجہ کا خاندان ہونے کے زبان یا زبانوں کی اصلاح اور درستی کرے۔ اور اُن کو وسعت دینے کی کوشش دافر اور سعی بلیغ کرتا رہے۔ اور زبان کو ایسے مراتب پر پہنچائے جو ہر ایک مکمل اور شستہ زبان کیلئے لازمی امر ہے۔ لیکن

زبان دانی کیا ہے؟

زبان کو کامل طور سے جان لینے کا نام زباندانی ہے۔ اور اُس کے تمام نشیب و فراز اور باریک

(دیکھو صفحہ ۱۱)

نور افشان

مطبوعہ ۶ فروری ۱۹۲۵ء

نور افشانی تمغہ

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ گذرے سال کے شروع میں نور افشاں میں عمدہ مضامین لکھنے والے کے لئے نور افشانی تمغہ دینے کا چودھری غلام حیدر صاحب کی طرف سے وعدہ مشتہر ہوا تھا۔ مضامین کے امتحان کے لئے چار صاحبان کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی تھی۔ کمیٹی کے ممبران نے سال کے اختتام پر تمام مضامین کا امتحان کیا جس کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔

(۱) پادری جے علی بخش صاحب نے ۱۶ مضمون لکھے۔
(۲) پادری برکت اللہ صاحب نے ۱۱ " "
(۳) مسٹر موسٰی خاں صاحب نے ۲۰ " "
(۴) مولینا مولوی نصیر الدین صاحب نے ۱۹ " "
(۵) مسٹر کیدار ناتھ صاحب نے ۲۵ " "
(۶) پادری امر سدھو صاحب نے ۶ " "
(۷) پادری سلطان محمد پال صاحب نے ۴ " "
(۸) ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ صاحب نے ۴۱ " "

مضامین کے شمار مذکورہ بالا میں نظمی و نثری مضامین شامل ہیں۔ کمیٹی کے میمبران نے غور و فکر کے بعد بالاتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ نور افشان تمغہ کے مستحق **ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ صاحب لودھیانوی ہیں** لہٰذا ہم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اس کے ساتھ ہی اس بات کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ ڈاکٹر چودھری غلام حیدر صاحب نے اپنی طرف سے اپنے طور پر **مسٹر موسٰے خاں صاحب** کے مضامین کو پسند کر کے ایک تمغہ اُن کو بھی دیا ہے پر اس کا علاقہ کمیٹی کے فیصلہ سے کوئی نہیں ہے۔ یہ ڈاکٹر چودھری غلام حیدر صاحب کا ذاتی معاملہ ہے۔ ہم اس کے لئے بھی مسٹر موسٰی خاں کو مبارکباد کہتے ہیں۔

ڈاکٹر چودھری غلام حیدر صاحب نے ہر دو صاحبان کے تمغے ہمارے پاس بھیج دیئے ہیں۔ التماس کی جاتی ہے کہ مسٹر موسٰی خاں تو خود دفتر میں تشریف لا کر اپنا انعام لے جائیں اور ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ صاحب کو بائی پوسٹ روانہ کر دیا جائیگا۔

بخدمت معزز ایڈیٹر صاحب نور افشاں

تسلیم! مزاج شریف۔ میرے ایک عمر رسیدہ مسلمان دوست جنکو میں نے تحقیق الاسلام کا پہلا و دوسرا حصہ ملاحظہ کے لئے دیا تھا ایک مدت کے بعد میرے مکان پر تشریف لائے۔ بعد ملاقات میں نے دریافت کیا کہ آپ نے تحقیق الاسلام کا مطالعہ فرمایا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ میں نے کتاب کو اچھی طرح دیکھا۔ یہ بہت اچھی کتاب ہے اور بڑی محنت سے لکھی گئی ہے۔ میں نے سوال کیا کہ کس بات میں یہ کتاب اچھی ہے اور آپ نے اس میں کیا خوبی دیکھی۔ میرے دوست نے جواب دیا پہلے عیسائی لوگ جب بائبل کی صداقت منوانے کے لئے مسلمانوں کو مخاطب کیا کرتے تھے تو قرآن شریف کی آیتوں سے یہ دکھلاتے رہے ہیں کہ خدا کی الہامی کتابوں میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا کلام اللہ میں مسئلہ ناسخ و منسوخ کو داخل کرنا خدا تعالیٰ کی پیش بینی اور کامل دانائی پر سخت عیب لگانا ہے۔ مگر اس زمانہ میں تحقیق الاسلام کے مصنف نے ایک خاص کیمیائی ترکیب سے اسلام اور قرآن کے اجزا کو جدا جدا کر کے دکھلایا ہے اور پھر ہر ایک جز کو جمع کر کے ایسا جوش دیا کہ تمام اجزا دخان بنکر ہوا میں ملگئے ہیں اور اس مرکب کا جزو اعظم صلعم باقی رہ گیا ہے۔ پس محال ہے کہ اب اس اُڑے ہوئے دخان بارود کو جو ہوائی شکل اختیار کر چکا ہے۔ کسی علامہ زمان کی زبان یا قلم دوبارہ جمع کر سکے۔

میں نے کہا کہ جناب اس کتاب سے تو آپ کے نبی صاحب عیسائی ثابت ہوتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اس میں کیا شک ہے۔ تمام انبیا علیہم السلام کا سلسلہ اسی طرح چلا آیا ہے۔ ہر ایک بزرگ جو عہدہ نبوت پر ممتاز کیا جاتا تھا تو پہلے ممسوح کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے حضرت یوحنا نبی سے بپتسمہ لیا تھا۔ اور فرمایا کہ اصطباغ راستبازی کا سلسلہ ہے جسکو قائم رکھنے کے لئے بپتسمہ کی اشد ضرورت ہے۔ پس اس شرط پر اگر ہمارے نبی محمد صاحب بپتسمہ نہ لیتے تو وہ کونسے طریق پر نبی ہوتے۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ہمارے نبی صاحب نے بپتسمہ لیا۔ اور ضرور لیا اور عیسائیوں کے ہاتھ سے لیا۔ کیونکہ یہ سلسلہ نبوت اوپر سے اسی طرح چلا آیا ہے۔ پس یہی تو وجہ ہے کہ ہمارے نبی صاحب اور قرآن مجید کتب مقدسہ سابقہ اور تمام انبیا علیہم السلام کے مصدق صادق ہیں۔

پس میں نے ایک بزرگ مسلمان کے اقرار کو نقل کر دیا ہے۔ اس پر صاد کرنا مسلمانوں کا اختیار ہے۔

ایک مسیحی مناد۔ حال وارد بنگلور۔

مسیحی خدام اور ہندوستان

ہندوستان میں مسیحی اور مسیحی خدام چھوٹا جھنڈ ہے جنکی خدمت کا میدان نہایت وسیع ہے۔ جنکی ذمہ داری ۳۲ کروڑ بنی آدم کی اصلاح و بہبودی سے علاقہ رکھتی ہے۔ اگر ہمیں سچے معنوں میں اُن کی نجات و اصلاح کی فکر ہو جو ہند کے فرزند ہیں تو ہمیں زندگی بھر آرام نہیں ملسکتا۔ ہمیں شب و روز مسیحی خدمت سے کام رہ سکتا

ہے۔ ہم اپنے ہموطنوں اور بھائیوں کے لئے کام میں اس قدر مشغول ہو سکتے ہیں کہ ہمیں فرصت نہیں مل سکتی۔ ہند میں بیچ پانچ بچے کھیت بہت لیکن مزودروں کی بھاری کمی پائی جاتی ہے۔ کیا ہم خدا سے مزدور بھیجنے کے لئے منت بھی نہیں کر سکتے؟ کیا ہم اپنی عظیم الشان ذمہ داری کو بھی نہیں سمجھ سکتے؟ ۳۲ کروڑ ہندوستانیوں کے نقصان کے ہم جوابدہ ہیں۔ اس سے مسیحی خدام کی ذمہ داری کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ جو مسیحی خادم ہو کر اپنی ذمہ داری کے بوجھ کو محسوس نہیں کرتا یقیناً وہ سست ہے۔

پنجابی مسیحیوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان میں وکیل اور پلیڈر بھی پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ گذرے سال مسٹر بہی مکھن لال صاحب ایم۔ اے نے وکالت کے امتحان میں کامیابی حاصل کر کے مسیحی پبلک کی کمال ہمت افزائی کی ہے۔ وکالت کی قابلیت کے ساتھ آپ کا ہمدرد و مہربان ہونا اعلیٰ درجہ کے مسیحی کے اوصاف رکھنا۔ خداترس و خداپرست ہونا پنجابی مسیحیوں کے لئے اور بھی ہمت افزائی کا باعث ہے آپ چند ماہ سے وکالت کا کام کرنے لگے ہیں۔ اس تھوڑے عرصہ میں آپ نے کافی شہرت حاصل کر لی ہے۔ ہم پنجاب کے مسیحیوں کے لئے دلیری سے لکھ سکتے ہیں کہ جب کبھی آپ کو قانونی مشیر کی ضرورت ہو وہ مسٹر بہی مکھن لال ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نکلسن روڈ لاہور سے بروقت ضرورت قانونی امداد حاصل کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کے برسوں سے ڈھول بجتے بجتے نہ صرف پرانے ہو گئے۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ قریباً پھٹ چکے ہیں۔ اب تو بندے ماترم لاہور مطبوعہ ۴ فروری میں یہ دعا چھپ گئی ہے کہ **خدا ہمیں ہمارے دوستوں سے بچا**۔ لاہور میں نئے بل کے متعلق جو سود کے متعلق ہے مسلمانوں نے جلسہ کیا جس میں انہوں نے بل کی معقولیت پر تقاریر بھی کیں اس پر بندے ماترم اپنے بھائیوں سے بچنے کے لئے خدا کو پکارنے پر اتر آیا ہے۔ دعا مانگنا لاریب اچھی بات ہے پر اپنے بھائیوں سے بچنے کی دعا مانگنا ہندو مسلم اتحاد پر سخت چوٹ ہے۔

ہندوستان کی خوشحالی کی بربادی کی ایک یہ صورت رونما ہوئی ہے کہ ہندوستان میں ایک انقلابی سوسائٹی یا انجمن جنم لے چکی ہے۔ اس نے ہندوستان کے مختلف صوبوں کے شہروں میں انقلاب انگریزی کے متعلق رسالے تقسیم کئے ہیں۔ جو گورنمنٹ نے پکڑے ہیں۔ بنگال۔ برہما۔ یو۔ پی اور پنجاب کے بعض شہروں میں پرچہ تقسیم ہوئے ہیں۔ ایسی ایسی انجمنیں ہی تو گورنمنٹ کو تشدد پر مجبور کرتی ہیں۔ اس پر لوگ اگر گورنمنٹ کے خلاف چیخ پکار کریں تو انکی کون سنے!

ایک حقی اور پرہیزگار ہمسفر تھے۔ حقی کش لگا کر کھانستا تھا اور بار بار حقہ پیتا تھا۔ پرہیزگار سے رہا نہ گیا۔ اس کے بار بار کھانسنے سے تنگ آ کر حقی سے کہنے لگا کہ **"تسیں رنوں چھیڑدا ہی کیوں ہیں؟"** اس حقی جیسے وہ لوگ ہیں جو گورنمنٹ کو تشدد کا موقع دیکر پھر اس کے خلاف واویلا کرتے ہیں۔

آلہی مذہب

گذشتہ سے پیوستہ

اشاعت قریبہ کے کسی نمبر میں ہم یہ بات ظاہر و بیان کر چکے ہیں کہ مسیحیت لفظ تو خدا۔ پڑوسی کے مثلث میں ایک عالمگیر آلہی مذہب کو ظاہر کرتی ہے مذہب آلہی کے ہر سہ الفاظ کے مفہوم میں وہ محبت کا تعلق دکھاتی ہے۔ انہیں چار حقیقتوں کو مسیحیت کی بنا بتلاتی ہے۔

پر آج ہم اس مثلث تو۔ خدا۔ اور پڑوسی میں ایک اور قدرتی رشتہ دکھاتے ہیں۔ جو الفاظ تو یا خود اور خدا اور پڑوسی میں رشتہ محبت کی بنا مانا گیا ہے۔ کیونکہ محبت کے لئے یہ امر لازمی ہے کہ محب اور محبوب میں قربت اور ایک حد تک مساوات پائی جائے محب اور محبوب غیر جنسی نہ ہوں۔ انجیل مقدس قدرتی رشتہ کا یوں بیان کرتی ہے۔

پس تم اس طرح دعا مانگا کرو۔ کہ اے ہمارے باپ متی ۶: ۹۔

اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے۔ متی ۱۸: ۱۵

انجیل مقدس میں خدا کو ہمیشہ باپ کہا گیا ہے۔ خدا کے گو سینکڑوں نام و خطاب اور اسمای صفات مذکور ہوئے ہیں۔ لیکن خدا باپ سے بڑھکر کوئی نام نہیں آیا۔ یہ اسم نسبتی ہے۔ جو مقابل میں بیٹے کی ہستی و نسبت پر دلالت کرتا ہے۔ اس وجہ سے اسم باپ ایک قدرتی رشتہ کو ظاہر کرتا ہے جو خدا اور بیٹا میں ہوتا ہے۔ وہ بیٹا صرف خداوند یسوع ہی نہیں ہے بلکہ ہر ایک انسان ہے جسے خدا نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ پر چونکہ ہر ایک انسان خدا کے باپ ہونے کا اور اپنے بیٹے ہونے کے یقین کا اقراری نہیں ہے۔ صرف وہ لوگ خدا کے باپ ہونے کا یقین رکھتے ہیں جو مسیحی ہیں۔ چونکہ غیر مسیحی خدا کے باپ ہونے سے اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا یقین کرنے کے حق سے دست بردار ہیں۔ چونکہ وہ اپنے اور خدا کے قدرتی رشتہ سے منکر ہیں۔ لہٰذا صرف مسیحی ہی اس قدرتی رشتہ کا احساس و یقین رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے ہر ایک مسیحی خدا کا بیٹا اور خدا ہر ایک مسیحی کا باپ ہے۔ پس مجھ کی جگہ ہر ایک مسیحی خدا کا بیٹا ہے اور خدا ہر ایک مسیحی کے لئے باپ ہے۔ اس بیان سے ہر ایک مسیحی اور خدا میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک قدرتی اور قریبی رشتہ خدا کے باپ ہونے اور مسیحی کے بیٹا ہونے کا قائم و ثابت ہوتا ہے جو خدا باپ اور مسیحی میں جذبہ محبت کا چشمہ ہے۔



خدا اور مسیحی کے رشتے کے سوا ایک اور رشتہ مسیحی اور مسیحی کا بھی ہے یا مسیحی اور پڑوسی کا بھی ہے۔ مسیحیت کے اس رشتہ کا نام بھائی قرار پایا ہے۔ جبکی بنیاد عموماً کل بنی آدم کے اور خصوصاً ہر ایک مسیحی کے خدا کے بیٹا ہونے کے یقین پر رکھی گئی ہے۔ چونکہ خدا کو عام طور سے کل بنی آدم کا اور خاص طور سے کل مسیحیوں کا باپ تسلیم کیا گیا ہے۔ تو عام وخاص طور سے کل بنی آدم خود بخود بھائی ٹھہرے۔ لہٰذا مسیحیت نے "خود" "خدا" اور "پڑوسی" میں باپ بیٹیا بھائی کا قدرتی رشتہ قائم وثابت کر دیا ہے اور یہ تینوں رشتے جذبہ محبت کی پیدائش وقیام وبقا کے لئے کافی ہیں۔ یہ عالمگیر اخلاق وتجالس کی جان ہیں۔

مزید براں الفاظ خدا۔ تو یا خود۔ اور پڑوسی میں شخصی مذہب کا عالمگیر اصول پیش کیا گیا ہے۔ ان میں ہر ایک بشر کے دو رشتہ دار بتلا دیئے گئے ہیں۔ ایک رشتہ دار خدا باپ تبلایا گیا ہے۔ اس کا دوسرا رشتہ دار پڑوسی یا بھائی ظاہر کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں رشتہ داروں کا حق ایک ہی اصول سے جسے محبت کہتے ہیں۔ پورا کرنے کو کہہ دیا ہے۔

اس کے سوا الفاظ خدا تو۔ پڑوی یا بھائی میں خاندانی مذہب کا عالمگیر اصول پیش کر دیا ہے۔ ہر ایک خاندان فرد واحد کی حیثیت میں خدا کا بیٹا ہو کر دو دیگر ہستیوں کا رشتہ دار بنجاتا ہے۔ یعنے خدا باپ کا اور اپنے بھائی کے خاندان کا۔ ہر ایک مسیحی خاندان اپنی خاندانی زندگی میں خدا باپ اور دوسرے خاندان سے محبت رکھتا ہوا خاندانی مذہب کی سچائی کے عالمگیر اصول کو قائم رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں مسیحیت کا یہی مثلث یعنے خدا تو پڑوسی ایک قوم کو فرد قرار دے کر اور دیگر اقوام کو پڑوسی سمجھ کر تمام دنیا کے لئے عالمگیر مذہب بنایا جاسکتا ہے۔ ہر ایک فرد۔ ہر ایک خاندان۔ ہر ایک قوم خدا کو اور اپنے اپنے پڑوسی یا بھائی سے محبت کر کے ایک ایسے تمدن اور تجالس اور اخلاق کی بنیاد ڈال سکتی ہے۔ جبکی ضرورت کا احساس بھی عالمگیر صورت میں تمام بنی نوع انسان زمانوں سے کرتے آئے ہیں۔ اگر اقوام وسیران معالی کی مسیحیت کو ناپسند کریں۔ تو ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس سے بہتر مذہب قیامت تک دنیا پیدا نہیں کر سکتی ہے

شذرات

ایک عمدہ گھڑی ہمیشہ دن رات اور طوفان اور آندھی میں برابر چلتی ہے۔ اس کی ٹک ٹک بند نہیں ہوتی خارج میں کچھ ہوتا رہے پرہ چلتی ہی رہتی ہے۔ اسی طرح ہمارے دلوں کو ہونا چاہئے۔ خواہ خارج میں مخالفت ومکاذبت کے طوفان چلتے رہیں۔ خواہ ہمارے مخالف ہمارے خلاف شور وشغب کرتے رہیں۔ خواہ دکھ اور مصائب کی آندھیاں اٹھتی رہیں۔ پر ہمارے دلوں کو مضبوط ہو کر دلیر رہنا چاہئے۔ آخر کو ہم اپنی امید کے نورانی چہرے کو دیکھ لینگے۔ مزاحمت کو دیکھ کر پست ہمت ہونا دشمن کو غلبہ دینا ہے۔

بہت سے مسیحی زمانہ گذشتہ کی دلچسپیوں اور دستوروں اور خیالوں سے دلبستہ ہوجاتے ہیں۔ کہ یہ ان کو بنگیگی کے پلنگوں پر استراحت کرنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ انکو زمانہ حال کی ہر ایک صریحی ضرورت کو زمانہ ماضی پر اعتماد کر کے ٹال دینا اچھا لگتا ہے۔ لیکن ایسے مسیحیوں سے خدا فرماتا ہے کہ جاگو اور آگے کو دیکھو۔ آنے والے کل کے زنگ بج رہے ہیں اور اٹھو نئے فرائض کی بجاوری کی بلاہٹ ہے۔ اور تمہیں نئی خدمت انجام دینا ہے۔

ہم سب بڑی تازگی کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ خواہ ہم مغربی ہوں یا مشرقی پر یہاں ہندوستان میں خدا کے لاکھوں کروڑوں بندے تازگی کے بھوکے پیاسے ہیں۔ آؤ ہم باہم ملکر خدا کو پکاریں۔ تاکہ وہ روح القدس کی ہم پر بارش نازل فرمائے۔ تاکہ ہماری خشک روحوں میں تروتازگی آوے۔ کاشکہ نور افشاں کے تمام ناظرین اس بات کو اپنی روزانہ دعاؤں میں یاد کریں کہ خدا ہم پر برکت کی بارش برسائے۔

اکثر ہم بہت جلدی دعا کرنے میں تھک جاتے ہیں جس وقت ایلیا نبی نے بارش کے لئے دعا مانگی تو نہ صرف ایک دفعہ مانگی۔ لکھا ہے کہ وہ دعا مانگتا رہا اور بارش کی انتظاری کرتا رہا۔ اپنے نوکر کو بار بار بھیجتا رہا کہ سمندر کی طرف دیکھے۔ جب تک کہ جواب کی صورت رونما نہ ہوئی۔ ہم اکثر تازگی کے لئے پانچ لمحے تک دعا نہیں کرتے۔ پر ہم اپنے دنیوی کاروبار میں ہرگز ایسے سست نہیں ہوتے ہیں جیسے دعا مانگنے میں۔

ڈاکٹر آرسین

آریہ ودوانوں کا تعصب اور ہماری انصاف کیلئے التماس

عرصہ دراز سے آریہ ودوان عوام الناس کو یہی ظاہر کرتے چلے آرہے ہیں۔

(۱) کہ وید تمام سچائیوں۔ علوم اور شکھوں کا خزانہ ہیں۔

(ب) کہ اکیلا آریہ سماج ہی دنیا بھر میں ان سچائیوں کا پرچار کرنیوالی سوسائٹی ہے۔

(ج) اور کہ دنیا میں امن اور سکھ ہوگا تو صرف آریہ سماج کے ذریعہ ہی ہوگا۔

اگر واقعی دنیا میں ایک ایسا اعلیٰ دھرم آریہ رشیوں کو ملگیا ہے تو انصاف تقاضا کرتا ہے کہ آریہ پرش دنیا کے دیگر بھولے بھٹکے انسانوں کے ساتھ کم از کم خوش اخلاقی کے ساتھ تو پیش آیا کریں۔ اور کم واقف انسانوں کے نیک نیتی پر مبنی سوالات کا جواب بھی

نیک خیال سے دیا کریں۔

یہ بات اکثر دیکھنے میں آ رہی ہے کہ عدالتوں کے بڑے بڑے ججوں۔ منصفوں یا حاکموں کے فیصلے کا ملاحظہ کرنا اگر کسی شخص کو درکار ہو تو بلا لحاظ کسی ذات پات کے وہ شخص چند روپے خرچ کرنے پر اس فیصلے کی نقل حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مذہبی دنیا کے بڑے بڑے وِدوانوں۔ سادھوؤں اور سنیاسیوں سے کسی دھرم کے متعلق کوئی ویکھیا یا وستھا (یعنی رائے) یا دھرم شاستر کی ہدایت مانگو۔ تو وہ عام لوگوں کے سوالات کا کوئی جواب دینا پسند نہیں کرتے بلکہ ان کو عموماً مغالطے اور بے خبری میں ہی ڈالے رکھتے ہیں۔

سرکاری عدالتوں کی مانند دھارمک معاملات میں فیس کا لینا اور دینا اگرچہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ مگر تاہم بطور متلاشی حق اور صداقت پانے کا خواہشمند ہونے کے اگر کچھ غیر موزوں نہ سمجھا جائے۔ تو اپنے سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے یہ احقر مفلسی حالت کی غریبانہ فیس بحساب دس روپیہ فی جواب ادا کرنے کو تیار ہے اور ابھی پانچ سوالات پیش کئے ہیں۔ ان کے جوابات کے عوض میں مبلغ پچاس روپیہ جس آریہ فنڈ کے لئے جناب خیال کیا جائے اُس میں پیشگی جمع کروانے کو تیار ہوں۔

اور یہ ہمارے سوالات ایسے سوالات ہیں جو دنیا کے اندر روزمرہ اور ہر ایک مرد اور عورت کے کام میں زیادہ آنے والے ہیں اور ملک اور قوم کے اندر سکھ اور شانتی بڑھانے والے ہیں۔ آسمان کے تاروں کے متعلق اور خیالی و قیاسی امورات پر بحث مباحثوں کی نسبت دنیاوی زندگی میں کام آنے والے ان سوالات کا حل کرنا سب سے اول ضروری ہے۔ اور وہ

حل طلب ضروری سوالات یہ ہیں

(۱) جس طرح لڑکوں کے لئے تقسیم وراثت کے متعلق ویدوں کے اندر منتر درج ہیں۔ اسی طرح پر چاروں ویدوں میں سے کسی کے اندر لڑکیوں کے حقوق وراثت کے متعلق کوئی منتر ہے تو اُس کو آریہ اصحاب پیش کریں اور یہ بھی بتلایا جائے کہ ان منتروں کی رو سے لڑکیوں کے لئے اپنے والدین کے گھر میں کیا حقوق ہیں اور عورت کے لئے اپنے خاوند کے ہاں کیا حقوق ہیں؟

(۲) اور ویدوں کی ابتدا سے لیکر آج تک کیا کسی آریہ یا ہندو شاہی خاندان کی عورت نے کبھی اپنے والدین کی طرف سے یا اپنے خاوند کی طرف سے کہیں کوئی راج وراثت میں حاصل کیا؟ اگر اس طرح پر کسی بھی ہندو یا آریہ عورت نے راج حاصل کیا ہو تو اُس کی کوئی مثال پیش کی جائے۔

(۳) سرکار کی قانونی روک سے پہلے پہل ویدک دھرم کی آڑ سے لاکھوں اور کروڑوں عورتیں زندہ جل کر ستی ہو گئیں۔ اُس کے بالمقابل کیا کبھی کوئی اردھ انگ بننے والا آریہ خاوند بھی اپنی عورت کے مرنے پر ستی ہوا؟ اگر ہوا ہو تو اس کی کوئی مثال پیش کی جائے۔ اگر نہیں ہوا تو پھر یہ ویدک دھرم کا پکش پات نہیں تو اور کیا ہے؟

(۴) جب ویدک دھرم کے اندر متبنّے کر لینے کی رسم موجود ہے تو پھر اخلاق کے بگاڑنے والے مسئلہ نیوگ کے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور آریہ سماج کی قائمی سے لیکر آج تک کسی بھی آریہ صاحب نے اس گرے ہوئے اصول پر کبھی عملدرآمد کرنا مناسب نہیں سمجھا اس سے بھی صریحاً یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ نیوگ اخلاق کے خلاف ہے۔

(۵) اور کسی ہندو گھر میں خواہ کتنی ہی لڑکیاں موجود ہوں۔ لیکن کسی غیر کا لڑکا متبنّے کر لینے سے یا نیوگ کے مسئلہ سے ایک بالکل غیر شخص کا لڑکا جائداد کا مالک بنا دیا جاتا ہے اور خود اپنی لڑکیاں اپنے والد کی جائداد سے اس طرح سے بھی اور محروم کر دی جاتی ہیں۔ اس لئے آریہ وِدوان واضح کریں گے کہ یونہی بے سلسلہ طور پر استری کو کہیں اردھنگی کہیں گاڑی کا برابر کا پہیہ۔ کہیں گھر کی مالکہ اور کہیں لکشمی کہہ دینے سے حاصل ہی کیا ہوتا ہے۔ جبکہ عورتوں کے حقوق کا اُن کے ہاں کوئی قاعدہ ہی مقرر نہیں ہے اور یہ عام کہاوت بھی ہے کہ:- There is no right except right based on law

علاوہ ازیں ویدک زمانہ سے لیکر آج تک ہندو گھروں میں لڑکوں کی پیدائش کے لئے ہی یگیہ۔ تیوہار اور پرارتھنائیں ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ مگر لڑکیوں کے لئے کبھی کسی والدین نے ایسی خواہش ظاہر نہیں کی۔ کیا سوسائٹی کی ہستی کے لئے لڑکیاں ضروری نہیں ہیں؟ پھر ایسا ویدک دھرم جو قوم کے نصف حصہ یعنی استری جاتی پر انصاف نہیں کر سکتا۔ وہ دھرم عالمگیر کیسے ہو سکتا ہے؟

آریہ وِدوان آسمان تک کی خیالی باتوں پر بحث مباحثے کرنے کے لئے تو ہر وقت تیار بہ تیار رہتے ہیں۔ مگر ایسے انسانی زندگی کے نہایت ضروری سوالات سے ہمیشہ کتراتے ہیں۔ اس سے یہی معلوم پڑتا ہے کہ یہ ویدک دھرم ایسے نقصوں سے بھرا ہوا ہے اور ویدک دھرم کے اس ناسکیا پہلو کی مزید تصدیق آریہ اخبارات اور آریہ وِدوانوں کی خاموشی سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

دنیا پر سے بے انصافیوں کو گھٹانے اور عدل و انصاف کا مادہ بڑھانے کیلئے یہ التماس پیش کر دی ہے آگے حق کی بات کہنا ہر ایک شخص کا خود اپنا فرض بھی ہے

بھگت رام سکریٹری - جیو دیا سبھا

چھاؤنی فیروزپور

دیہاتی علم الاقتصاد

تعلیم ۔ زمین کے بعد محنت سب سے زیادہ اہم اور لابد عامل پیدائش ہے ۔بہتر اور حسب دلخواہ کام کرنے کے واسطے لازمی ہے کہ محنت کرنے والے محنت کے لائق اور قابل ہوں ۔ ان تمام جملہ اسباب میں جو محنت کو لائق اور ماہر بنانے میں تعلیم ایک جزو اعظم ہے۔

اگرچہ ہندوستانی مزدور یا کاشتکار ۔صابر ۔محنت کش ۔ جانفشاں اور اپنے ملکی حالات کے مطابق اوسط درجہ کا ماہر ہوتا ہے ۔لیکن باوجود این ہمہ خواص وہ عموماً لاعلم ہوتا ہے بمطابق ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۲ء۸ فی صدی تعلیم یافتہ ہیں ۔رپورٹ کے مطابق تعلیم یافتہ اُس کو قرار دیا جاتا ہے جو ۱۵۰ ہندوستانی زبانوں میں سے کسی میں خط لکھ سکے اور اس کا جواب بھی پڑھ سکے ۔کثیر التعداد ہندوستانی لاعلم ہیں ۔یعنی ۷ء۹۱ فیصدی مرد اور عورت لاعلمی کے بھنور میں مستغرق ہیں ۔رقبے اور وسعت کے لحاظ سے دنیا میں تین بڑے ملک ہیں ۔روس ۔چین اور ہندوستان اور ان ممالک میں تعلیمی نسبت حسب ذیل ہے ۔

روس دس فیصدی

ہندوستان ۲ء۸ فیصدی

چین ۴ فیصدی

تمام دیگر ممالک میں مثلاً انگلستان ۔شمالی امریکہ کینیڈا ۔آسٹریلیا ۔ فرانس ۔نیوزیلینڈ اور جرمنی میں تعلیم یافتوں کی تعداد ۹۰ فیصدی ہے ۔جاپان جو براعظم ایشیا میں سب سے چھوٹا ملک ہے ۔اس میں اب ۹۵ فیصدی تعلیم یافتہ لوگ پائے جاتے ہیں اور صرف ۵ فیصدی لاعلم ہیں ۔ ۵۰ سال اس سے پیشتر حالات موجودہ صورت سے بالکل خلاف تھے ۔جاپان ہندوستان سے بدتر تھا لیکن اس قلیل عرصہ میں اس چھوٹے سے ایشیائی ملک نے حیرت انگیز ترقی کر دکھائی ہے ۔کہاں وہ ایشیائی ملک جو سب ممالک سے ہیچ تھا اور کہاں اب وہ ترقی کے عرش بریں پر پہنچ گیا ہے ۔دنیا بھر میں تیسرا درجہ رکھتا ہے ۔سوال برپا ہوتا ہے کہ اس معجزانہ ترقی کا کیا باعث ہے ۔کوئی فوق العادت طاقت اس تبدیل کی موجب اور موجد تھی اور نہ کسی ملکی یا طبعی حالات کا نتیجہ اور نہ ہی رسم و رواج اس کا سبب ہے ۔اس تبدیلی کا اصلی سبب عوام الناس کے نکتہ خیال میں تبدیل ہے اور اس تبدیلی کا سبب اعلیٰ تعلیم ۔غیر ممالک میں سیر و سیاحت کا اشتیاق ۔ اور سب سے زیادہ نتیجہ خیز امر اپنی قومی کمزوری کا احساس ۔جاپان کی مالی ۔اقتصادی اور تجارتی حالت اس سے ۵۰ سال پیشتر ہندوستان سے بدتر تھی ۔شروع شروع میں بہت سے جاپانی باشندوں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ دیگر مہذب ممالک میں جا کر ہر شعبہ کی بہتر اور نئی باتوں کا ملاحظہ کر کے اور مشکل باتوں کو سیکھ کر انکو اپنے ملک میں شروع کرینگے اور وہ اپنے ان نیک ارادوں میں کما حقہٗ کامیاب ہوئے ۔قلیل عرصہ میں اُنہوں نے بہترین طریق پیدائش اختیار کر لئے ۔علاوہ ازیں انہوں نے تعلیمی اور حربی انتظام میں جرمنی کی تقلید کی اور جہازوں کی تعمیر میں برطانیہ کی نقل کی ۔ اور بہت سی باتوں میں اُنہوں نے امریکہ اور فرانس کی نادر معلومات سے فائدہ اُٹھایا ۔ہندوستان کے لئے اب یہ قابل تقلید مثال ہے ۔

اب ان ۸ فیصدی تعلیم یافتہ لوگوں میں آدمی ۔ عورتیں اور سکولوں اور کالجوں کے طلبا شامل ہیں ۱۹۲۱ء کی مردم شماری سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ دس سالوں میں تعلیم یافتوں کے شمار میں چالیس لاکھ کا اضافہ ہوا ہے ۔اور تعلیم یافتہ مستورات کے شمار میں ایک فیصدی اضافہ ہوا ہے اور اب ۱ء۲ فیصدی مستورات تعلیم یافتہ پائی جاتی ہیں ۔تمام صوبجات میں اس عرصہ میں خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے ۔لیکن ریاست حیدرآباد میں تنزلی واقع ہوئی ہے ۔

موجودہ طریقہ تعلیم پر اکثر نکتہ چینی کی جاتی ہے کہ یہ عملی نہیں بلکہ خالص علمی ہے یعنی صنعت و حرفتی ۔ زراعتی اور سائنس کی تعلیم میں بہت کمی رہی ہے ۔گذشتہ چند سالوں سے سرکار انگلشیہ اور دیگر قومی اور مذہبی انجمنوں نے اس کمی کو محسوس کر کے ایسے وسائل بہم پہنچائے ہیں جس کے ذریعہ سے اس قابل اعتراض بات کا حسب دلخواہ تدارک ممکن ہو سکے ۔بہت سے کالج اور سکول کھولے جا رہے ہیں جن میں ہزاروں کی تعداد میں طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔اگر بنظر غور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ عملی تعلیم بھی اس اعلیٰ پیمانہ کی نہیں جیسے کہ ہونی چاہئے ۔بچوں کو اُن کے فطرتی اور سرشتی رجحان کو دریافت کر کے تعلیم دلوائی نہیں جاتی ۔ اور اسی وجہ سے ہندوستان میں ایجادیں اور اختراعیں محض خواب ہے اور بہت سی حالتوں میں والدین کو کف افسوس ملنا پڑتے ہیں ۔جبکہ اُن کے بچے اُن کی مرضی کے مطابق ترقی نہیں کرتے ۔ اگر سائنس کی تعلیم کو بھی غور کی نظر سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ اکثر طلبا لیبرٹریوں میں شوق سے کام نہیں کرتے اور ان میں نئی نئی چیزوں کے دریافت کرنے کا ملکہ تو ہے لیکن اپنے ہاتھوں سے کام کرنا عار سمجھتے ہیں ۔ اور یہی وجہ ہے کہ ترقی ابھی تک رُکی رہی ہے ۔طلباء سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ہر ایک چھوٹی بات کو امتحان پاس کرنے کی غرض سے زبانی یاد کر لیتے ہیں اور اسی لئے ہمارے ملک میں نئی باتوں کے دریافت کا شوق اور مذاق پایا نہیں جاتا ۔اس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے کہ دستی کار سے گریز کیا جاتا ہے اور جو لوگ کچھ تعلیم حاصل کر لیتے ہیں وہ کھیت اور کارخانہ میں کام کرنا عار اور بے عزتی کا باعث تصور کرتے ہیں ۔یاد رہے کہ دستی کار دماغی قوے کو ترقی کرتی ہے ۔ اور اسی وجہ سے ہندوستان کا موجودہ

نظامِ تعلیم قابلِ اعتراض قرار دیا جاتا ہے۔ لاعلمی اور دماغی تیرگی ملک کے لئے نہایت نقصان دہ ہو جس ملک میں محنت کی یہ حالت ہو وہاں ترقی کا ہونا کار آسان نیست

تعلیم نہیں بلکہ لاعلمی اور جہالت قیمتی ہے۔ اسی لئے ہم اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچانے کے لئے مثال دیکر زیادہ ظاہر کرینگے۔ اس لئے ہم اُن اخراجات کا ملاحظہ کرینگے جو کہ دو دس سالہ لڑکوں پر صرف ہوتے ہیں۔ فرض کریں کہ اُن میں سے ایک سکول میں تحصیل علم کی غرض سے داخل ہوتا ہے اور اُس کا مدعا ہے کہ وہ اعلےٰ تعلیم حاصل کرے اور دوسرا لڑکا بھی اُسی روز کام میں لگ جاتا ہے۔ اول الذکر کچھ نہیں کماتا اور آخرالذکر اپنے روزینہ کی روٹی کے لئے کافی کما لیتا ہے۔ فرض کیجئے کہ طالب العلم پر اُس کے والدین ۱۲۰ روپیہ سالانہ کا تصارف کرتے ہیں اور اگر اوسط یہی خرچ رکھا جاوے تو اٹھارہ سال کی عمر تک اُس پر ۹۶۰ روپیہ خرچ ہونگے فرض کرو کہ دوسرا لڑکا ۱۰۰ روپیہ سالانہ کے حساب سے کما لیتا ہے اور آٹھ سال کے عرصہ میں اپنی پرورش کے لئے ۸۰۰ روپیہ کما لیتا ہے۔ یہ بھی فرض کرو کہ اول الذکر انٹرنس پاس کرنے کے بعد کالج میں داخلہ پاتا ہے اور اُس کے والدین اُس پر تین سو روپیہ سالانہ کا تصارف کرتے ہیں۔ اگر وہ ہر سال کامیاب ہوتا رہے تو چار سال کے عرصہ میں اُس پر کل خرچ ۱۲۰۰ روپیہ آئیگا اور اسی عرصہ میں دوسرے لڑکے نے ۴۰۰ روپیہ اور کمایا ہوگا۔ جس میں اس کی پرورش کے اخراجات میسر ہوتے ہونگے۔ اس عرصہ میں پڑھنے والا لڑکا گریجوایٹ ہو جاتا ہے۔ اور ۸۰ روپیہ ماہانہ پر کام شروع کر دیتا ہے سو پہلے سال میں وہ ۹۶۰ روپیہ کما لیتا ہے۔ جو رقم اس رقم سے زیادہ ہے جو کہ دوسرا لڑکا آٹھ سال کے عرصہ میں کماتا ہے۔ اب اُس کی تنخواہ میں ہر سال خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ اگر دس روپیہ ماہانہ کا ہر سال اُس کی تنخواہ میں اضافہ ہو تو دوسرے سال میں وہ عنقریب ۱۰۸۰ روپیہ کما لیتا ہے۔ اب فرض کریں کہ تعلیم یافتہ آدمی ۴۸ سال کی عمر تک کام کرتا ہو اتنے عرصہ میں کم از کم ۱۱۳۰۰۰ روپیہ کمالیگا جبکہ دوسرا لاعلم شخص اُس عرصہ میں صرف ۷۴۴۰ روپیہ کمائیگا۔ لیکن تعلیم یافتہ پر اس کے والدین ۲۰۰۰ روپیہ کا تصارف تعلیم دلوانے میں کرتے ہیں۔ اب ہم ان کا مقابلہ کرینگے۔ لاعلم شخص اپنی تمام زندگی میں بہترین حالات کے زیر ۷۲۴۰ روپیہ کماتا ہے اور عنقریب تمام اپنی معاش پر صرف کر دیتا ہے۔ اکثر حالتوں میں لوگ مقروض ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہم ان حالات کو قطع نظر کر دیتے ہیں۔ اور ہم اُس کی حالت کا ملاحظہ اس کی بہترین حالات اور توا‌حیات میں کرتے ہیں۔ چونکہ وہ لاعلم ہے اس لئے اُس کا مختلف بیماریوں کا شکار رہنا جو کہ ہمارے ملک میں اکثر پائی جاتی ہیں زیادہ ممکن ہے۔ اور اس لئے اس کے اخراجات اور زیادہ ہونگے۔ وہ اپنے بچوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے کچھ نہ کریگا۔ اپنی صحت کے اسباب کو مہیا نہ کریگا تاکہ اُس کی ماہریت اور ہنرمندی میں ترقی ہو اور سوائے قرضہ کے کچھ اندوختہ نہ چھوڑیگا۔ اگر اس کے برعکس تعلیم یافتہ کی آمدنی پر غور و خوض کریں تو دیکھیں گے کہ وہ اپنی زندگی میں ۱۱۳۰۰۰ روپیہ کماتا ہے۔ وہ اپنی زندگی اچھی حالت میں بسر کرتا ہے بچوں کو اچھی تعلیم دلواتا ہے۔ اور پس مرگ کافی اندوختہ پسماندگان کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ہم اس جگہ پر فضول خرچ ہندوستانی تعلیم یافتہ کی حالت کا ملاحظہ نہیں کرتے اور نہ ہی کنجوس آدمی زیر بحث ہے۔ اس آسان مثال میں ہم نے لاعلم آدمی کی آمدنی کو دیکھا اور اُس کو بہ نظر انصاف اچھا موقعہ دیا اور اُس کی زیادہ سے زیادہ آمدنی فرض کی۔ اگر وہ اس سے زیادہ تعلیم حاصل کرتا تو ممکن ہے کہ وہ وکیل یا مجسٹریٹ ہو جاتا اور اُس کی آمدنی بھی حسب حالات بڑھ جاتی۔ ہندوستان میں بہت سے ایسے وکیل ہیں جنکی ماہانہ آمدنی دس ہزار روپیہ ہے اس مثال سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ تعلیم کسی شخص کی کمانے کی قابلیت کو بڑھا سکتی ہے۔

ای۔ چارلس بھٹی۔ ایم۔ اے۔

مسیحی آشرم

چھتیس گڑھ میں دیہاتی مسیحیوں کی کثیر الرائے سے ایک کارگن کمیٹی قائم کی گئی۔ اور ایک موضع کھنٹڈا میں جہاں کہ کمیٹی نے سہولیت دیکھی۔ ایک مسیحی آشرم کی بنا ۱۸ جنوری ۱۹۲۸ء کو ڈالی ہے۔ فی الحال ایک کثیر قیمت کی جائداد ایک سو ایکڑ یعنی ۴۳۵۶۰۰۰ فٹ مربع کی زمین کاشتکاری و رہائشی ملکیت دائمی ایک سخی دل مسیحی گھرانے سے دستیاب کر لی ہے۔ یہ وقف فی الحال آشرم کے شروع کرنے اور چھوٹے سکیل پر خرچ چلانے کا ذریعہ ہو گیا ہے۔

آشرم کمیٹی اب دیگر ضروری باتوں کی تردد میں ہے۔

ہند کے سب مسیحی بھائی اور بہنوں سے التجا ہے کہ اس ناتواں طفل آشرم و دیہاتی آشرم کمیٹی کو دعا اور ہمت سے مدد دیکر مسیح یسوع کی بشارتی خدمت کو مضبوط اور پائیدار بنادیں۔

آپ کا خادم مسیح میں
وِندم۔ اے۔ کاسو
سکریٹری کھنٹڈا آشرم کمیٹی۔ ابھنپور۔ بی۔ این۔ آر۔ سی۔ پی

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں کوشش کیجئے۔ مینجر



سہارنپور کنونشن ۳/۱

من ابتداء ۵ مارچ ۱۹۲۵ء لغایت ۹ مارچ ۱۹۲۵ء

مضمون
گواہی دینے والی کلیسیا

خاص بولنے والے ہر صبح۔ پادری لبھومل صاحب تلاوت کلام اللہ کرائینگے۔

۶ بجے مارچ ۱۹۲۵ء کی شام کو۔ سادھو سندر سنگھ صاحب۔

۷، ۸، ۹ مارچ ۱۹۲۵ء کی شام کو۔ پادری عبد الحق صاحب

انگریزی عبادتیں ہر شام۔ ڈاکٹر ایم۔ ایم براون صاحب

امسال بجائے جزوی اجلاس کے تلاوت کلام ہر درجہ کے لئے جداگانہ کرایا جاویگا۔

موسم خوشگوار۔ انتظام خوب۔ دوزخ عمدہ۔ دستاہوگا خداوند کا قول ہے۔ "تو اپنا منہ کھول کہ میں اُسے بھر دونگا"۔

دعا کرتے ہوئے آیئے۔ انتظار کرتے ہوئے آیئے کوشش کیجئے کہ آپ اکیلے نہ آویں۔ اپنے احباب و خاندان کو ساتھ لائیے۔ خط و کتابت سکریٹری کنونشن سے کیجئے

امرداس۔ ایم۔ ای مشن
بیرٹی لین۔ دہلی

روس اور جاپان کا نیا عہدنامہ

پیرس یکم فروری۔ حال ہی میں روس اور جاپان کے درمیان ایک عہدنامہ طے ہُوا ہے۔ جس میں باہمی طور پر گارنٹی دی گئی۔ کہ فی الحال ہر دو فریقین میں سے کوئی بھی کسی ایسے عہدنامہ کا پابند نہیں ہے جو کہ ہر دو میں سے کسی کے مخالف ہو۔

خبریں

شہزادہ آرتھر آف کناٹ معہ شہزادی صاحبہ ہفتہ کو لاہور میں وارد ہوئے۔ آپ سر میلکم ہیلی کے پاس گورنمنٹ ہاؤس میں مہمان ہیں۔ اسی روز شام کو جلسہ ناچ منعقد ہُوا۔ جس میں مہاراجہ پٹیالہ بھی موجود تھے۔ اتوار کی صبح کو ہز رائل ہائنس گورنر پنجاب کے ساتھ شاہدرہ کی کھوہ کو شکاری کتوں کے ساتھ شکار کو گئے۔ سہ پہر کو ہز رائل ہائنس پرنس صاحب کو ٹینس کھیلتے ہوئے ایک حادثہ پیش آیا۔ گیند سے پاؤں کی رگ زخمی ہو گئی جس سے پاؤں زمین پر لگانا مشکل ہو گیا۔ تاہم جلسہ دعوت میں ایک کرسی پر انہیں لایا گیا۔ دعوت میں کئی مہمان شریک تھے۔ جن میں نواب صاحب بہاولپور۔ مہاراجہ کپورتھلہ۔ ٹکہ صاحب کپورتھلہ بھی شامل تھے۔ مہاراجہ صاحب کشمیر کھانے کے بعد شریک جلسہ ہوئے۔ سر شادی لال۔ سر محمد شفیع سردار بہادر سندر سنگھ مجیٹھیہ کے علاوہ باقی سب یوروپین تھے۔ (بندے ماترم)

جمعصر اکالی تے پردیسی کا بیان ہے کہ کونسل کے سکھ ممبران اور گورنمنٹ کے نمایندگان نے جنگو گوردوارہ بل کے غور کرنے کے لئے منظر کیا گیا تھا۔ گوردوارہ بل کے مسودہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ (۱۱)

کانپور ۳ فروری۔ مسٹر ستیہ بھگتا سکریٹری انڈین کیمونسٹ پارٹی نے پریس کو ایک اعلان کے دوران میں موجودہ انقلاب پسندوں کے پرچہ کی کانپور اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں تقسیم کے متعلق بے تعلقی کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے مزید براں اسباب کا بھی اعلان کیا ہے کہ یہ پرچے کیمونسٹ پارٹی کے اصولوں موجودہ پروگرام کے خلاف ہیں۔ (۱۱)

۳ فروری۔ کو بعد دوپہر دھیوال لاہور میں بیرون استھان کے قریب افسوسناک فساد ہُوا بجائے تنازع ایک مکان تبلایا جاتا ہے کہ جس کے قبضہ کے متعلق دو برہمنوں میں عرصہ سے جھگڑا چلا آتا ہے۔ اس روز اچانک نو دس دیہاتی اشخاص اس مکان کے سامنے آدھمکے اور اُس پر جبرًا قبضہ کرنے لگے۔ فریق ثانی نے مزاحمت کی۔ جس پر کہا جاتا ہے کہ ان دیہاتیوں نے اُنہیں مارنا شروع کر دیا۔ ایک نوجوان برہمن کے سر پر سخت زخم آیا۔ ایک اور آدمی قدرے زخمی ہُوا۔ حملہ آوروں میں سے بھی ایک شخص بہت مجروح ہو رہا تھا۔ اتنے میں لوگوں کی بھیڑ جمع ہو گئی اور چونکہ یہ دیہاتی اشخاص مکان کے اندر چلے گئے تھے۔ اس لئے باہر سے زنجیر چڑھا کر انہیں اندر بند کر دیا گیا۔ اور بذریعہ ٹیلیفون پولیس کو اطلاع دی گئی۔ تھوڑی دیر میں پولیس کی کافی جمعیت لاٹھیوں سے مسلح موقع پر پہنچ گئی۔ آخر بہت رد و کد کے بعد ان دیہاتیوں کو جنکی تعداد ۸ تھی مکان کے اندر سے نکالا گیا اور گرفتار کر کے کوتوالی لیجایا گیا۔ (۱۱)

پورٹ سوڈان ۳ فروری۔ جدہ سے موصول شدہ ایک تار مظہر ہے کہ صورت معاملات پرسکون ہے۔ ہندوستانی مسلم کیٹین ابن سعود کو سلسلہ گفت و شنید شروع کرنے کے لئے آمادہ کرنے کی آخری ناکام کوشش کے بعد ۳ جنوری کو ہندوستان کو روانہ ہو گیا۔ (۱۱)

ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے اخبار تنظیم مورخہ ۴ فروری میں ایک . . . . . . لیڈنگ آرٹیکل شائع ہُوا ہے۔ جس میں آریہ سماج پر . . . حملے کئے گئے ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش کے اُس باب کو جس میں اسلام پر تنقید کی گئی ہے۔ ہندو مسلم

نفاق کا اصل باعث تبلایا گیا ہے۔ اور گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ستیارتھ پرکاش کو ضبط کرے۔ نیز کانفرنس سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے اور ستیارتھ پرکاش کو ضبط کرائے۔ (ر)

قاہرہ۔ ۲۶ جنوری۔ بیان کیا گیا ہے کہ وزارت داخلہ نے تین ترکی اخبارات کا اس بنا پر کہ ان میں حال ہی میں ایسے مضامین شائع کئے تھے جو عوام کو مشتعل کرتے تھے۔ جس سے امن شکنی کا اندیشہ تھا۔ مصر میں داخلہ بند کر دیا ہے۔ (ر)

گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس کو ۲۰ فروری ۱۹۲۵ء کو ۲ بجے شروع کرنے کا حکم دیا ہے۔ (ر)

احمد آباد۔ ۳ فروری۔ بورسد میونسپلٹی کے گیارہ ممبروں پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس بنا پر ۶۴ روپیہ معہ خرچہ کی ڈگری دی ہے کہ انہوں نے کلکٹر کی رضامندی حاصل کئے بغیر مسٹر گاندھی کو ایڈریس پیش کیا۔ اور ۱۲ ہزار روپیہ کی ڈگری اس بنا پر بنیاد میونسپلٹی کے ممبروں پر دی گئی ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ کے انسپکٹروں سے معائنہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ (ر)

لندن ۳ فروری۔ سر ایکل اڈوواڑ نے انفرز کلب میں ہندوستان کے مستقبل کے متعلق اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ ہندوستان میں اپنی امانت کو غفلت کی وجہ سے ترک کرنے اور اپنی ذمہ داریوں اور ان پر عملدرآمد کرانے کے متعلق اپنی طاقت کو ہاتھ سے دینے کا حقیقی خطرہ موجود ہے۔ یہ فوجی شکست کی نسبت زیادہ ذلت آمیز بات ہوگی۔ ادھر ادھر بھٹکنے کی مہلک پالیسی کو دو شرائط سے روکا جا سکتا ہے۔ اول یہ کہ اہل برطانیہ اور برٹش پارلیمنٹ اہل ہند کی بہبودی اور ترقی کے متعلق اپنی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری کو سمجھیں۔ اور ان کمزور تجربات اور فضول سمجھوتوں کی بجائے کہ جنہوں نے گذشتہ سات سالوں میں ہمیں اس قدر بدنام کیا ہے۔ عوام نیز تعلیم یافتہ جماعتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک مضبوط منصفانہ اور ترقی کن پالیسی کا فیصلہ کریں۔

دوم ہمیں ہندوستان میں اپنی پالیسی پر عملدرآمد کے لئے قابل اور غیر جانبدار انگریز افسران کی ہیں ایک کافی ایجنسی برقرار رکھنی چاہئے۔ لی رپورٹ میں جسے موجودہ گورنمنٹ نے منظور کر لیا ہے اور جس کے کچھ حصہ پر عملدرآمد کیا گیا ہے۔ ان دونوں حفاظتی سروسز یعنے انڈین سول سروس اور پولیس کے تحفظ کی یہ قرار دے کر کوشش کی ہے کہ ان کے ممبران کی نصف تعداد انگریز ہونے چاہئیں۔ ہندوستانی پالیٹیشنوں کو خوش کرنے کے لئے اس تجویز کو دیگر معیاری انڈین سروسز کی صورت میں بہت کچھ ترک کر دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اغلباً ایک نسل کے اندر برٹش عنصر نابود ہو جائیگا۔ یہ بنیادی تبدیلیاں صرف ہندوستانی تعلیم یافتہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کی گئی ہیں۔

عوام کا مطلقاً خیال نہیں کیا گیا۔ فی الحقیقت یہ تبدیلیاں ان کے مفاد اور ان کی خواہشات کے خلاف ہیں۔ لیکن پارلیمنٹ ابھی تک ان مفاد کی امانت دار ہے اور امید ہے کہ وہ ان کے متعلق اپنا فرض ادا کریگی۔ (ر)

صوبجات متحدہ کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر تعلیم نے بیان کیا کہ اس صوبہ میں مندرجہ ذیل میونسپلٹیوں نے ذبیحہ مواشیان کی مخالفت کے ریزولیوشن پاس کئے ہیں:-

فیض آباد۔ مراد آباد۔ چندوسی۔ شاہجہانپور۔ تمہاد۔ لکھنؤ۔ ہردوئی۔ سہارنستہ۔ متھرا۔ آگرہ۔ مظفرنگر۔ کاسگنج۔ الہ آباد۔ کانپور۔ ٹاوا۔ میرزاپور اور بلیہ۔

مزید بیان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ اس معاملہ میں کوئی کارروائی کرنا نہیں چاہتی۔ (ر)

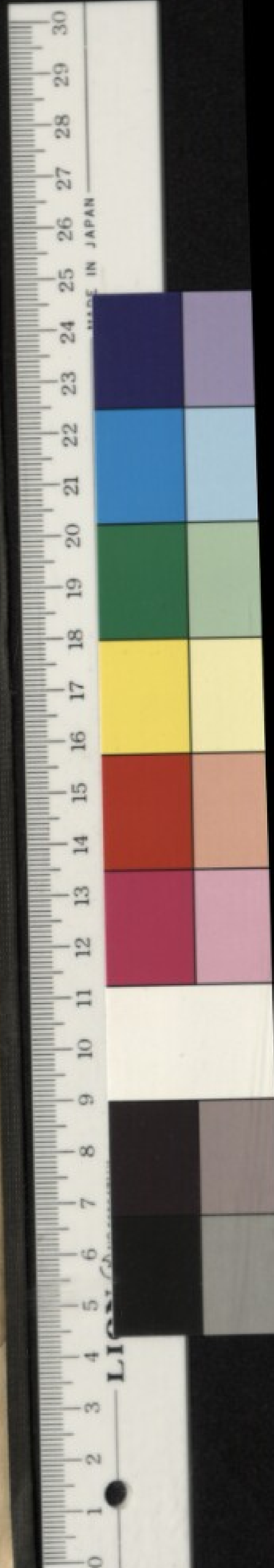
کانپور۔ ۳۱ جنوری۔ بیان کیا جاتا ہے کہ زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) پنڈت رام شنکر اڈیٹر ہندی "ورتمان" کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کئے گئے ہیں۔ ان کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ورتمان ۱۴ و ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء کے لیڈنگ آرٹیکل باغیانہ تصور کئے گئے ہیں۔ (ر)

اس سے پہلے عراق عرب میں بمبئی کرانیکل۔ ہمدم اور زمیندار کے داخلہ بند ہونے کی خبر درج اخبار ہو چکی ہے۔ اب اسی سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ بندے ماترم کا داخلہ بھی عراق عرب میں بند ہے۔ چنانچہ ہمعصر ہمدم رقمطراز ہے۔

اخبار فتح العرب لکھتا ہے کہ حکومت عراق نے تمام ترکی اخبارات تمام روسی اخبارات اور امریکہ کے تمام ایسے اخبارات جو عربی میں شائع ہوتے ہیں اور متعدد انگریزی عربی۔ فارسی اور اردو اخبارات کے داخلہ کی ممانعت کر دی ہے۔ ممنوعہ اردو اخبارات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

ہمدم۔ اخوت۔ مدینہ۔ الخلیل۔ انقلاب۔ زمیندار۔ وکیل۔ بندے ماترم۔ ہندوستان کے انگریزی اخبارات میں حسب ذیل کی ممانعت ہے۔

انڈی پنڈنٹ۔ نیو انڈیا۔ امرت بازار پتریکا۔ ینگ انڈیا



نکتوں اور رموزات سے کامل واقفیت رکھنا زباندانی ہے۔ اس لئے زباندانی بھی ادب میں داخل ہے۔ میری مراد یہاں زباندانی سے صرف بولچال ہی نہیں ہے۔ بلکہ کسی زبان کا بحیثیت ایک زبان کے جاننا ہے۔ جو آسان نہیں زباندان کے واسطے مفصلہ ذیل امور سے کما حقہٗ واقفیت رکھنا امر لابدی ہے۔

(۱) کسی زبان کی ماہیت سے پوری واقفیت رکھنا۔

(۲) علمی رنگ میں زباندان ہونا۔

(۳) اہلِ زبان اور زبان داں میں بہ لحاظ واقفیتِ زبان تمیز کرسکے۔

(۴) زبان کے کل محاورات پر قادر ہو اور حسب موقع اُن کا استعمال بڑی خوبصورتی سے کرسکے۔

(۵) عورتوں اور مردوں اور بچوں کی زبان کا فرق جانتا ہو۔

(۶) عوام و خواص کی زبان سے واقفیت رکھتا ہو اور اس میں فرق کرسکے۔

(۷) زبان کے متروکات سے واقف ہو اور متروکات پیدا کرسکے۔

(۸) مناسباتِ زبان کا لحاظ رکھ سکے۔

(۹) فصیح و بلیغ الفاظ کی حقیقت سے واقف ہو۔

(۱۰) زبان کی بندش اور خوش آیند ترتیب پر قدرت رکھتا ہو۔

(۱۱) تحریر کی مختلف طرزوں سے خوب واقف ہو۔

(۱۲) زبان کی نشو و نما کے اسباب مہیا کرسکتا ہو۔

(۱۳) اشتقاقی مرحلوں سے خوب واقف ہو۔

(۱۴) تقریر اور تحریر سے زبان میں خوبیاں پیدا کرسکنے کی طاقت رکھتا ہو۔

فی الجملہ ان تمام امور کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حدودِ زبان کو ادبی رنگ میں قائم رکھنا **ادب** ہے۔ لیکن یہ آسان نہیں ہے۔ زباندانی کے لحاظ سے ادیب یہ بھی طاقت رکھتا ہے کہ علمی اصطلاحات بنائے اور خوبصورتی سے اُن کو رواج دے۔ اور اگر ضرورت پیش آئے تو جدید الفاظ بنا کر پیش کرے۔ اور تشبیہات کنایات اور استعارات اور نیز خاص طرزِ ادا میں جدت پیدا کرے۔ یہ کام جامع ادیب ہی کا ہے۔ اور زبان کی ترقی کے واسطے ایسے لوگوں کی اشد ضرورت ہے۔ یہ وہ صفات ہیں جو ادیب کی ذات میں ہونے لازمی ہیں۔

فِتنائل۔ حشمت۔

ہندو اور آریہ

گذشتہ سے پیوستہ

(۴) "تم برہمن نہیں ہو بلکہ پوپ ہو۔ . . . . . دغا فریب سے دوسرے کو ٹھگ کر اپنا مطلب نکالنے والے کو پوپ کہتے ہیں"۔ صفحہ ۳۶۶۔

(۵) "پھر وے پوپ لوگ اپنی اور اپنے پاؤں کی پوجا کرانے اور کہنے لگے کہ اس میں تمہاری بہتری ہے جب یہ لوگ اُن کے بس میں ہوگئے تب غفلت اور نفس پرستی میں غرق ہو کر گڈریے کی مانند جھوٹے گرو بنکر چیلے پھنسانے لگے علم۔ طاقت۔ ہمت۔ بہادری۔ شجاعت وغیرہ نیک اوصاف سب برباد ہوتے گئے۔ پھر جب نفس پرستی میں ڈوبے تو گوشت شراب کا استعمال چھپ چھپ کر کرنے لگے۔ پھر انہی میں سے ایک وام مارگ مت قائم ہوگیا"۔ صفحہ ۳۶۹۔

(۶) دیکھئے ان گیرگنٹھ پوپوں (برہمنوں۔ خان) کی لیلا صفحہ ۳۷۰ طبع ۱۹۰۸ء

(۷) جب ان برہمنوں کو عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے (چیلے) ملگئے تو اُن کے لئے عیش و عشرت کا باغ کُھل گیا۔ ص ۳۱۶

(۸) جب ایک نے لیلا کی تب تو اس پوپ کو دیکھکر سب پوپوں (برہمنوں) نے اپنی گذران کے لئے مکر و فریب سے جتن قائم کئے"۔

مورتی پوجا کی نسبت دیانندی فتوے

(۱) "بت پرستی میں ثواب نہیں بلکہ گناہ ہی گناہ ہے"۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۲

(۲) "بت پرستی کرنا ادھرم (بیدینی) ہے"۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۴

(۳) "اس لئے پتھر وغیرہ کے بُت بنا اُس کے آگے مندر اندر گھنٹے کی آواز ٹن ٹن پوں پوں اور شنکھ بجا شور مچا ان کو انگوٹھا دکھانے لگے۔ جیسے کوئی کسی کو چھلے یا چڑاوے کہ تو گھنٹے لے اور انگوٹھا دکھلاوے اس کے آگے سے سب چیزیں لیکر آپ بھوگے۔ ویسے ہی لیلا ان پجاریوں کی یعنی پوجا یعنی نیک اعمال کے دشمنوں کی ہے۔ یہ لوگ چٹک مٹک چلک جھلک بتوں کو بنا ٹھنا آپ ٹھگوں کی مانند بن ٹھن کے بیچارے بیوقوف غریبوں کا مال اڑا کر موج کرتے ہیں"۔ صفحہ ۳۵

(۴) "جو پتھر بتوں کی پرستش کرتے ہیں وہ وید کے سخت مخالف ہیں"۔ صفحہ ۳۵۶۔

(۵) "بت پرستی ایک بڑی خندق ہے۔ جس میں گر کر انسان چکنا چور ہو جاتا ہے۔ پھر اس خندق سے نکل نہیں سکتا بلکہ اسی میں مرجاتا ہے"۔ صفحہ ۳۵۳

(۶) یہ بت پرستی محض پاکھنڈ مت ہے اور جینیوں نے جاری کی ہے۔ صفحہ ۳۴۶۔

ہندو مندروں۔ مورتیوں اور اوتاروں کی بابت فتوے

(۱) مندروں میں عورت مردوں کا میل ہونے سے (فحش) لڑائی۔ بکھیڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوئی ہیں"۔ صفحہ ۳۵۴۔

(۲) "جب پوپ جی (برہمن) اپنے چیلوں کو جینیوں سے روکنے لگے اور تب بھی وہ مندروں میں جانے سے نہ رکے اور جینیوں کی کتھا میں بھی لوگ جانے

لگے۔ جینیوں کے پوپ اُن پرانیوں کے پوتوں کے چیلوں کو بہکانے لگے۔ تب پُرانیوں نے سوچا کہ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہئے۔ نہیں تو اپنے چیلے جینی ہو جائینگے۔ پھر ... یہ صلاح کی کہ جینیوں کی مانند اپنے بھی اوتار ... تی اور کتھا کی کتابیں بنا دیں۔ ان لوگوں نے جینیوں ... تیرتھنکروں کی مانند چوبیس اوتار۔ مندر اور بُت بنائے اور جیسے جینیوں کے آد اور اُتر پران ہیں ایسے ہی اٹھارہ پران بھی بنائے۔" صفحہ ۳۴۰

(س) مورتی پوجا کا جتنا جھگڑا چلا ہے وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا ہے اور دیگر اوہام باطلہ کی جڑ بھی جین مت ہی ہے۔"

پوجاریوں کی بابت دیانندی فتوے

(۱) بت پرست۔ محتاج بالغیر بھاڑے کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے کی مانند دشمنوں کے بس میں ہو کر کئی طرح کی تکلیف پاتے ہیں۔"

(۲) پوجاری عیز۔۔۔ کی صحبت اور پوجارن عیز۔۔۔ کی صحبت سے اکثر معیوب ہو کر خاوند اور بیوی کی محبت کی راحت کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں (باقی باقی)

ضرورت

جو لڑکیاں انگلش اور دیسی زبان میں مڈل تک تعلیم یافتہ ہو کر نرس ٹریننگ حاصل کیا چاہتی ہیں۔ وہ اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد ذیل کے پتہ پر روانہ کریں۔ المشتہر

مس ایم۔ ایلین صاحبہ ایم۔ ڈی فیروزپور شہر

ضرورت

مجھے ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے جو کہ مذہبی کام کا شوق رکھتا ہو تنخواہ شروع میں ۵۵ روپیہ ملیگی کوشش پر ترقی ملیگی۔

المشتہر۔ پادری جے۔ سی۔ ہیریلین۔ سی۔ ایم۔ ایس۔ سکندرہ۔ آگرہ

رومن کتابیں

پاسٹر ہشی۔ یعنی چین کے نامور مسیحی پاسبان کی سوانح عمری صفحہ ۱۱۶ قیمت ۶ر

مسیحی دین اور کلیسیا کی تواریخ۔ پہلی صدی عیسوی کے آخر تک کی نہایت ہی مکمل اور مفصل تاریخ آخر میں تمام متعلقہ مشہور ناموں کی فہرست شامل کر کے ۵۰، سال قبل مسیح سے لیکر ۱۰۰ء تک کے تمام اہم واقعات کا خلاصہ سال وار درج کیا گیا ہے صفحہ ۲۸۰ مجلد کپڑا ۱۔ عہ

مقدس کتاب کا احوال ... صاحب کی کتاب کا ترجمہ۔ جو قریباً تمام مشن سکولوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ معہ تصاویر

پُرانا عہدنامہ حصہ اول صفحہ ۱۰۸ ۴ر

نیا عہدنامہ حصہ دوم صفحہ ۸۹ ۴ر

پُرانے اور نئے عہدنامے کی انجیل۔ آدم کی پیدائش۔ ہبوط وغیرہ اور مسیح کی نسبت خوشخبریوں کے بارے میں ایک طرف پُرانا عہدنامہ اور دوسری جانب انجیل کی تعلیمات درج ہیں صفحہ ۲۷ قیمت ۲ر رعائتی ۲ پائی۔ کپڑا ۱ر

قیس بائبل۔ یعنی بائبل کی کہانیاں دیہاتی مسیحیوں کے لئے صفحہ ۱۰۵۔ ۸ر

قواعد یونانی۔ یونانی زبان کی صرف و نحو معہ حوالجات انجیل یونانی مجلد۔ ۶ر

راہِ نجات۔ یہ کتاب انگریزی نمونہ پر تیار کی گئی ہے۔ ایک مضمون پر پہلے آیات کلام اللہ اور پھر ایک گیت دیا ہے صفحہ ۳۲۔ ۱ر رعائتی ۳ پائی۔

رامپال سنگھ۔ ایک سکھ گورو کے مسیحی ہو جانے کا پرلطف تذکرہ صفحہ ۱۲۸۔ ۴ر قیمت ... ۱ر

سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق سرا دار۔ بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یُونِنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری تک فی طالب علم پانچ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ۔

کلاس فیس سرکاری کا ⅔ ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کشتا ماعہ سے مالے تک کروکونول معہ سے مدعہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا نچند صاحب پروپرائٹر چھپا۔